امت مسلمہ کیلئے لمحہ فکریہ!

تحریر: محمود مرزا جہلمی چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ''صدائے مسلم''، جہلم

اہل فکر ونظر حضرات مسلمانان عالم کی موجودہ بے بسی، بے کسی اور بے حمیتی سے بخوبی آگاہ ہیں۔

آخر اس کی کیا وجوہات ہیں۔

میں دینِ اسلام کی بات کرتا ہوں اور مسلم عوام سے پوچھتا ہوں۔ بھلا اس کی برکت سے ہمیں تمکنت، شوکت، وجاہت اور عزت حاصل ہے؟ بھلا مسلم روئے زمین پر حالت خوف میں زندہ ہیں یا امن و سکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں؟ آیۂ استخلاف میں موعودہ تزک واحتشام اور غلبہ و دبدبہ ہم سے چھین لیا گیا ہے۔ آخر کیوں؟ قرآن مجید میں آتا ہے عزت و ذلت وحکومت اللہ تعالیٰ خود عطا فرماتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اللہ باری تعالیٰ نے ہم سے یہ اعزاز واکرام کیوں چھین کر ہم پر ذلت ومسکنت کیوں ڈال دی ہے؟

کشمیر اور فلسطین..... ہم جہاد بھی کر رہے ہیں۔ یہود نے قبلہ اول پر قبضہ کر لیا ہے اور ہنود نے بنت کعبہ یعنی بابری مسجد منہدم کر دی۔ کشمیری اور فلسطینی مسلمان میدان جہاد کو اپنے خون سے لالہ زار بنا رہے ہیں۔ مگر انہیں اپنی مراد نہیں مل رہی۔ حالانکہ جہاد میں نصرت الٰہیہ ملائکہ کی شکل میں اترنے کا ہم سے وعدہ ہے۔ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارا جہاد بھی عنداللہ مقبول نہیں یا یہ کہنا چاہیئے کہ یہ جہاد سرے سے جہاد ہی نہیں.... مسلم عوام یہ سوچیں کہ آخر خرابی کہاں ہے؟

ہم نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت بھی بلند کرتے ہیں اور نعرۂ حیدری پر تو اپنے گلے اور آسمان کو بھی پھاڑ دیتے ہیں۔ قوالی، دھمال، گیارہویں، عرس، ختم خواجگان، میلاد کے جلوس، زیارت قبور اور ان پر عظیم الشان عمارات اور چڑھاوے اور اولیاء اللہ کے مزارات کو عرق گلاب سے غسل اور دیگر ان گنت کاروائیاں کرتے ہیں۔ بیعت، تصوف، چلہ وغیرہ کا اہتمام! مگر اتنا کچھ کر کے بھی ہم بدستور خوار و خاک بسر ہیں۔ کیا ہمارا کچھ بھی اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر اپنا فضل فرماتے اور ہمیں امریکہ ، اسرائیل اور بھارت کے مقابلے میں فتح ونصرت سے نوازتے۔

ہم عظیم الشان مساجد بھی تعمیر کرتے ہیں۔ ان پر فلک بوس مینار بھی کھڑے کرتے ہیں جو شوکت

اسلام کے مظہر ہیں۔ ہم قربانی بھی کرتے ہیں۔ اپنے اموال انفاق فی سبیل اللہ میں بھی لگاتے ہیں۔ دینی مدارس بناتے اور چلاتے ہیں۔ پھر آخر ہمارا کیا قصور ہے جو معاف ہونے میں نہیں آتا؟

میں نے ان تمام باتوں پر غور کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ:

۱۔ ہماری توحید میں کوئی خامی ہے۔ بلکہ مجھے کہنے دیجیئے ہماری توحید میں شرک کی ملاوٹ ہو چکی ہے۔ ہمارے مسلم عوام اس بات کو مانتے ہی نہیں اور اپنے عقیدہ توحید کو شرک کی آلائش سے پاک نہیں کرتے۔ توحید چونکہ اسلام کی بنیاد ہے، اعمال کی عمارت اسی پر کھڑی ہوتی ہے۔ اس بنیاد میں کجی ہو تو سارے اعمال مردود ہیں۔

۲۔ ہم بیک وقت شیطان و رحمان کی بیڑی میں سوار ہیں۔ سود کھاتے ہیں اور زکوۃ بھی دیتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں اور موسیقی کو ''روح کی غذا'' کہتے ہیں۔ نکاح کرتے اور بینڈ باجے کے ساتھ آتش بازی کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ مذہبی امور کی وزارت بناتے اور ساتھ ''شراب'' کے جام بھی چلاتے ہیں۔ بے حیائی کے خلاف آواز بھی اٹھاتے ہیں اور ''ہیرا منڈیاں'' بھی قائم رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کے سوال کے مطابق گویا ہم کتاب کے بعض حصوں کو مانتے اور بعض کو ماننے کے بعد پھر مسترد کر دیتے ہیں اور نفسِ اَمارہ کی لذائذِ خبیثہ سے حظ اٹھاتے ہیں اور ایسے لوگوں کیلئے قرآن پاک میں دنیا کی ذلت و رسوائی اور آخرت کا دردناک عذاب مقرر کر دیا گیا ہے۔

۳۔ علامہ اقبال نے اس ساری کیفیت کا نچوڑ اس مصرعہ میں بیان کر دیا ہے:

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں

مسلمان کی زندگی سے اسلام خارج ہو گیا تو کہاں کی مسلمانی اور کہاں کی آسمانی نصرت!

جامعہ رحمانیہ فاروق آباد کی سالانہ کانفرنس میں رئیس الجامعہ کی شرکت

حضرت مولانا حکیم پیر حافظ عبدالرزاق صاحب سعیدی مہتمم جامعہ رحمانیہ فاروق آباد کی خصوصی دعوت پر رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید جامعہ کی ۳۷ ویں دو روزہ سالانہ کانفرنس میں شرکت کی۔ اس موقع پر رئیس الجامعہ نے صدارتی کلمات ادا کرتے ہوئے امت مسلمہ کی زبوں حالی کے اصل اسباب اور ان کا حل کے موضوع پر قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل روشنی ڈالی اور جذباتی نعرہ بازی، روایتی بڑھک باز تقاریر اور ہوا کا رخ دیکھ کر چلنے کی روش کی مذمت کی۔